بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاح ثانی ... شریعت اور حالات کے تقاضے

محمد اشفاق ☆

ABSTRACT

In this article, an important social and marital issue," the legal and social views about second marriage" has been discussed. In our society, most of the people are suffered from it, but they don't understand the causes, nor do they take a positive step to resolve it. We see, that the second marriage is discouraged and disliked in our society. There are different causes behind it. Ignorance of Sharia, influence of western and Indian culture in our society and some other self-made barriers are the main causes for this. On the other hand, a great number of the peoples need to second marriage, but, because of above mentioned reasons they cannot do this. Permanent illness of some wives, Infertility and oldness of some wives, force the man to have a second marriage. Another factor which seduces a man for second marriage is, the atmosphere of luxuries, nudity, women's liberation and the culture of Pornography. These things attract the man to marry with another girl. However, it is disliked to marry again.

In the article, it is cleared that there is no restriction by sharia on the next marriage. But keep in mind, that it is only a concession and permission for second marriage, not obligation for everyone. This concession is also confined with justice. This permission is only for those who can do justice among their wives.

☆ پی ایچ ڈی اسکالر

Allah has not created all the men at one nature. Intellectually, physically and habitually there is difference among the people. Likely their needs are different. Some people need second marriage and some people have no need of it. Because of different qualities of the men, Allah has allowed the man to marry with four woman in one time.

In the article, a review of Muslim marital life in Early Islam, is also discussed. In early age of Islam Polygamy was common. There are hundreds of example of polygamy in early age of Islam. Other culture and religion have also the custom of polygamy. In Europe, moral and social crimes i.e. adultery, are increased because of ban on polygamy. Likely, in our society moral crimes are increasing day by day, because of restriction upon the second marriage. Here it has been declared that European propaganda against Islamic marital life is not true. Quran and Sunnah are our basic source of knowledge and guidance. According the teaching of Islam, we are allowed for second marriage. All the conditions for second marriage are defined. Wherever the second marriage is restricted, social and moral crimes increase. So, the concession of second marriage is according to Islam and it is the need of a man. By this concession we may solve many of our social problems and control over adultery crimes.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاح ثانی ... شریعت اور حالات کے تقاضے

محمد اشفاق

اللہ تعالی نے شریعت کے احکام انسانی فطرت اور ضرورت کے مطابق دیئے ہیں، کوئی بھی ایسا حکم نہیں ہے جو انسانی فطرت اور طاقت سے باہر ہو، چنانچہ اللہ تعالے نے اسلام کے ماننے والوں کو معاشرتی زندگی کے لیے بھی ایسے ہی فطری احکام عطا کیے ہیں، انہی میں سے ازدواج کے احکام بھی ہیں۔ نکاح کرنے کا باقاعدہ حکم قرآن مجید میں موجود ہے جس میں مرد کو بیک وقت ایک سے چار تک نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے، نکاح کے حکم کے ساتھ اس کی حدود وقیود کا بھی تذکرہ موجود ہے۔چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِى الۡيَتٰمٰى فَانْكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ‌ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ اَدۡنٰٓى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ (i)

ترجمہ: (اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو تمہیں جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو، دو دو سے، تین تین سے اور چار چار سے، پس اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم (ان میں) عدل نہ کر سکو گے تو ایک سے نکاح کرو یا اپنی مملوکہ کنیزوں سے استمتاع کرو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم کسی ایک کی طرف جھک جاؤ۔)[ii]

شان نزول کے اعتبار سے اگرچہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو یتیم لڑکیوں کے اولیاء تھے ان کے حسن وجمال سے متاثر ہو کر ان سے نکاح کرتے مگر ان کے ساتھ انصاف سے پیش نہ آتے مثلاً انہیں مہر نہ دیتے، انہیں یہ کہا گیا کہ جب وہ ان یتیم لڑکیوں میں عدل نہیں کر سکتے تو دیگر آزاد عورتوں سے نکاح کرو، ایک سے لیکر چار ازواج تک تم نکاح کر سکتے ہو۔([iii])

البتہ یہ آیت نکاح کرنے اور تعدد نکاح کے حق میں عام ہے۔ گویا سب مسلمانوں کو ایک سے چار تک نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جبکہ آیت کے اگلے حصہ میں اس چار کی حد کو عدل کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یعنی اب اگر کوئی ایک سے زائد نکاح کرے تو اس پر ان بیویوں کے درمیان عدل کرنا واجب ہے۔

آیت مذکورہ سے یہ واضح ہے کہ ایک سے زائد نکاح کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ اجازت ہے جو کہ عدل کے ساتھ مشروط ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ یہ ارشاد اس خالق اور حکیم ذات کا ہے جس نے حضرت انسان کو پیدا کیا ہے۔ انسان کی عادات وخصائل اور خوبیوں خامیوں کو اس سے بڑھ کر کون جانتا ہے۔ اس حکیم ذات نے جو حکم دیا ہے وہ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ جس میں افراط کا پہلو ہے اور نہ تفریط کا۔ جس میں کسی کے حقوق کا تسلب ہے اور نہ کسی کے حقوق میں اضافہ، بلکہ مرد اور عورت کے مزاج، فطرت اور ان کی جسمانی کیفیت کو مد نظر رکھ کر اس کی اجازت دی گئی ہے۔

اسلام سے ماقبل کثرت ازواج کا رواج تھا، ایک مرد کے پاس کئی بیویاں ہوتی تھیں جن کی تعداد بیسیوں اور بعض اوقات سینکڑوں میں ہوتی تھی، ایک مرد کی زوجیت میں اتنی کثیر تعداد میں عورتوں کا ہونا ایک غیر فطری تقسیم تھی۔ شریعت اسلامیہ نے اس تعداد کو کم کر دیا اور ایک مرد کی فطری حاجت اور استطاعت کے مطابق اس تعداد کو چار تک محدود کر دیا، یہ تعداد امت کے تمام افراد کے لیے ہے جہاں تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا مسئلہ ہے اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بات ہے تو ان پاکیزہ ہستیوں کو خصوصیت حاصل ہے۔ اس عام حکم سے یہ ہستیاں مستثنیٰ ہیں جیسا کہ بعض دیگر امور میں بھی انہیں امتیاز اور تخصیص حاصل ہے۔ مقام افسوس یہ ہے کہ اسلام کے اس فطری اور معقول عائلی اصول کے باوجود اہل مغرب حقوق نسواں کے نام پر اسلام کے ازدواجی نظام کے خلاف سراپا احتجاج ہیں اور نکاح ثانی کو سماجی عدل کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ کچھ ماڈرن قسم کے ہمارے مسلمان جنہیں اپنی اسلامی تہذیب کا صحیح علم نہیں، وہ بھی ان کے ہمنوا بن گئے اور ان کی ہی بولی بولنے لگے۔ ذیل میں چند مفسرین کی آراء وافکار کا جائزہ پیش کرتے ہیں جن کا اظہار انہوں نے آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں کیا ہے۔

برصغیر کے چند معروف مفسرین کی آراء

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی مشہور تفسیر میں جن خیالات کا اظہار کرتے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"ایک مرد کا متعدد بیویوں کو رکھنا صرف دین اسلام کا ہی خاصہ نہیں ہے بلکہ اسے دنیا کے تمام مذاہب میں جائز سمجھا جاتا رہا ہے۔ یورپ کے علاوہ ہندوستان، ایران، بابل وغیرہ تمام ممالک اور مذاہب میں کثرت ازواج کا رواج تھا، اس کی فطری ضرورت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دور حاضر کے مغربی ممالک نے جب تعدد ازواج کا انکار کیا تو نتیجہ بے نکاح داشتاؤں کی صورت میں نکلا۔ (مزید لکھتے ہیں)

اہل کتاب کی کتب میں تعدد ازواج کو پسندیدہ نظر سے دیکھا گیا ہے۔ جبکہ ہندوؤں میں اوتاروں کے پاس سینکڑوں کی تعداد میں ازواج ہوتی تھیں۔ نیز اس میں زناکاری سے انسداد کا ساماں مہیا ہوتا ہے۔"(۱۷)

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ واضح ہوا کہ کثرت ازواج کا رواج تمام مذاہب میں موجود تھا۔ البتہ اسلام نے اس کثرت کو چار ازواج کی تعداد کے ساتھ محدود کر دیا۔

ماضی قریب کے معروف مفسر ابو الاعلیٰ مودودی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس بات پر فقہاء امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کی رو سے تعدد ازواج کو محدود کیا گیا ہے اور بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کو ممنوع کر دیا گیا ہے۔۔۔ بعض لوگ اہل مغرب کی مسیحیت زدہ رائے سے مغلوب و مرعوب ہو کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کا اصل مقصد تعدد ازواج کے طریقے کو (جو مغربی نقطہ نظر سے فی الاصل برا طریقہ ہے) مٹا دینا تھا مگر چونکہ یہ طریقہ بہت زیادہ رواج پا چکا تھا اس لیے اس پر صرف پابندیاں عائد کر کے چھوڑ دیا گیا لیکن اس قسم کی باتیں دراصل محض ذہنی غلامی کا نتیجہ ہیں۔ تعدد ازواج کا فی نفسہ ایک برائی ہونا خود ناقابل تسلیم ہے، کیونکہ بعض حالات میں یہ چیز ایک تمدنی اور اخلاقی ضرورت بن جاتی ہے، اگر اس کی اجازت نہ ہو تو پھر وہ لوگ جو ایک عورت پر قانع نہیں ہو سکتے حصار نکاح سے باہر صنفی بدامنی پھیلانے لگتے ہیں، جس کے نقصانات تمدن و اخلاق کیلئے اس سے بہت زیادہ ہیں جو تعدد ازواج سے پہنچ سکتے ہیں۔ اسی لیے قرآن نے ان لوگوں کو اس کی اجازت دی ہے جو اس کی ضرورت محسوس کریں تاہم جن لوگوں کے نزدیک تعدد ازوج فی نفسہ ایک برائی ہے ان کو یہ اختیار تو ضرور حاصل ہے کہ چاہیں تو قرآن کے برخلاف اس کی مذمت کریں اور اسے موقوف کر دینے کا مشورہ دیں لیکن یہ حق انہیں نہیں پہنچتا کہ اپنی رائے کو خواہ مخواہ قرآن کی طرف منسوب کریں، کیونکہ قرآن نے صریح الفاظ میں اس کو جائز ٹھہرایا ہے اور اشارۃ وکنایۃ بھی اس کی مذمت میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا ہے جس سے معلوم ہو کہ فی الواقع وہ اسے مسدود کرنا چاہتا تھا۔" (۷)

اس تفسیر سے یہ واضح ہو گیا کہ تعدد ازواج ایک سماجی اور معاشرتی ضرورت ہے، جس کی عدم تکمیل سے سماجی فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی اس بات کی بھی توجہ دلائی گئی کہ ہمیں مغربی تہذیب سے مرعوب اور متاثر ہونے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس تہذیب کا بنیادی ڈھانچہ اسلام کے بنیادی اصولوں پر قائم نہیں ہے۔

اس مقام پر دور حاضر کے ایک اور مایہ ناز مفسر علامہ غلام رسول سعیدی نے اپنی تفسیر میں مستشرقین کی طرف سے اسلامی ازدواجی زندگی اور تعدد ازواج پر کیے گئے اعتراضات کا بخوبی جواب دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اسلام نے بہ شرط عدل چار عورتوں سے نکاح کی جو اجازت دی ہے اس پر مستشرقین اعتراض کرتے ہیں دوسری طرف کچھ آزاد خیال مسلمان ہیں جو اپنے آپ کو اللہ اور رسول سے زیادہ حقوق انسانیت کا محافظ سمجھتے ہیں ان ہی لوگوں کے اثر سے پاکستان میں عائلی قوانین بنائے گئے اور بیوی کی اجازت کے بغیر مرد کے لئے دوسری شادی کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا۔ سالہا سال سے تادم تحریر پاکستان میں یہ قانون نافذ ہے حالانکہ ملک کے تمام اہل فتویٰ علماء اس قانون کو مسترد کر چکے ہیں۔ بعض معاشرتی مشکلات کے لئے تعدد ازواج کی رخصت ایک معقول حل ہے اور اس کے سوا اور چارہ کار نہیں ہے۔ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عورتوں کی اوسط پیدائش مردوں کی پیدائش سے زیادہ ہوتی ہے۔ ہم فرض کر لیتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کی شرح پیدائش میں ایک اور دو کی نسبت ہے اب اگر ہر مرد صرف ایک عورت سے شادی کرے تو سوال یہ ہے کہ جو عورتیں بچ جائیں گی ان کے لئے کیا طریقہ تجویز کیا جائے گا؟ اس مسئلہ کے حل کی صرف تین صورتیں ہیں:

الف۔ باقی ماندہ عورتیں تمام عمر شادی کے بغیر گذار دیں اور اپنی جنسی خواہش کبھی کسی مرد سے پوری نہ کریں۔

ب۔ باقی عورتیں بغیر شادی کے ناجائز طریقہ سے اپنی خواہش پوری کریں۔

ج۔ باقی عورتوں سے وہ مرد شادی کر لیں جو مالی اور جسمانی طور پر اس کے اہل ہوں۔

پہلی صورت فطرت کے خلاف ہے اور عام بشری طاقت سے باہر ہے، دوسری صورت دین اور قانون دونوں اعتبار سے ناجائز اور گناہ ہے اس لئے قابل عمل، معروف، فطری اور پسندیدہ صورت، صرف تیسری صورت ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ بالعموم مرد ساٹھ سال کی عمر تک جنسی عمل کا اہل اور تروتازہ رہتا ہے جب کہ عورت بالعموم دس بارہ بچے جن کر چالیس سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد جنسی عمل کے لئے پرکشش یا اہل نہیں رہتی اب اگر صرف ایک بیوی سے نکاح کی اجازت ہو تو مرد اپنی زندگی کے بیس سال کیسے گذارے گا، اس کی بھی صرف تین صورتیں ہیں:

الف۔ ان بیس سالوں میں مرد اپنی جنسی خواہش کو بالکل پورا نہ کرے۔

ب۔ اس عرصہ میں مرد ناجائز طریقہ سے اپنی خواہش پوری کرے۔

ج۔ اس عرصہ کے لئے مرد دوسری عورت سے نکاح کر لے۔

پہلی صورت غیر فطری ہے اور دوسری صورت غیر قانونی اور غیر شرعی ہے اس لئے قابل عمل صرف تیسری ہے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ مرد اور عورت کی جسمانی اہلیت میں عمر کا یہی معیار ہو، اس میں کمی بیشی ممکن ہے لیکن بعض صورتوں میں یہ مشکل بہر حال پیش آتی ہے اور تعدد ازدواج کے سوا اس کا اور کوئی معقول حل نہیں ہے۔(مزید لکھتے ہیں):

تیسری دلیل یہ ہے کہ بعض اوقات کسی شخص کی بیوی بانجھ ہوتی ہے جس سے اولاد نہیں ہو سکتی اور انسان نسل بڑھانے اور اپنا نسب آگے منتقل کرنے کے لئے طبعی طور پر اولاد کا خواہش مند ہوتا ہے اس مشکل کے حل کی صرف دو صورتیں ہیں۔

الف۔ پہلی بیوی کو طلاق دے کر دوسری شادی کر لے۔

ب۔ پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کر لے۔

عدل وانصاف کے مطابق اور انسانی ہمدردی کے نزدیک تر صرف دوسری صورت ہے جو اسلام کے تعدد ازواج کے اصول پر مبنی ہے کیونکہ جو عورت بانجھ ہو اس کو خود بھی اولاد کی پیاس ہوتی ہے اور شوہر کی اولاد سے بھی اس کی ایک گونہ تسکین ہو جاتی ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ فرض کیجئے کہ کسی شخص کی بیوی ایک متعدی مرض میں مبتلا ہو یا اس کو کوئی ایسی بیماری ہو جس میں شفاء کی امید بالکل نہ ہو یا بہت کم ہو اور اس کا شوہر جوان اور صحت مند ہو، اب اس شخص کے سامنے صرف چار راستے ہیں:

الف۔ اس عورت کو طلاق دے دے۔

ب۔ تمام عمر جنسی خواہش پوری نہ کرے۔

ج۔ ناجائز طریقہ سے اپنی جنسی خواہش پوری کرے۔

د۔ وہ شخص دوسری شادی کر لے۔

عدل وانصاف اور انسانی ہمدردی کے اعتبار سے چوتھی یہی صورت قابل عمل ہے۔"[vi]

مندرجہ بالا عقلی اور منطقی استدلال سے یہ واضح ہوگیا کہ نکاح ثانی کی ضرورت اور حاجت فطری ہے۔ جس سے قطعاً انکار نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا میں اس وقت مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اب اگر ایک بیوی رکھنے کے مغربی اصول کو اپنایا جائے تو ایک اچھی خاصی تعداد ایسی عورتوں کی بچ جائے گی جو ساری زندگی شوہروں سے محروم رہیں گی اور یہ معاشرتی ظلم کے مترادف ہے جبکہ اس کے نتائج بہت بھیانک نکلیں گے، لہذا دوسری شادی کی بعض اوقات سخت حاجت پڑتی ہے، اگر دوسری شادی پر پابندی عائد کر دی جائے یا اسے معیوب سمجھا جائے تو ازدواجی زندگی اجیرن بن جاتی ہے بہت سارے مرد اور اسی طرح عورتیں غیر اخلاقی اور غیر شرعی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں، اسی طرح دیکھا جائے تو اللہ تعالے نے سب انسانوں کو ایک جیسی صلاحیتیں اور خوبیاں نہیں دیں، عادات واطوار، جسمانی قوت وطاقت اور ذہانت وغیرہ میں بہت بڑا فرق رکھا ہے۔ شریعت یہ بھی تقاضا نہیں کرتی کہ ہر مرد دوسری شادی کرے اور نہ یہ پابندی عائد کرتی ہے کہ دوسری شادی کوئی کر ہی نہیں سکتا بلکہ شریعت نے میانہ روی کا درس دیا ہے۔ اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ جس کو حاجت ہو اور وہ دیگر بیویوں کے حقوق پورے کر سکتا ہو تو اسے دوسری شادی کی اجازت ہے اسے اجازت نہ دینا، شریعت، اخلاقیات اور فطرت کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

دور حاضر کے ایک اور عظیم مفسر پیر محمد کرم شاہ الازھری اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

> "اسلام کے ناقدین خصوصاً اہل مغرب نے تعدد ازواج کے مسئلہ پر بڑی لے دے کی ہے اور وہ مسلمان بھی اس کے متعلق بہت پریشان رہتے ہیں جن کے نزدیک خیر وشر اور حسن وقبح کا صرف وہی معیار قابل قبول ہے جو ان کے ذہنی مربیوں نے مقرر کر رکھا ہے۔ اس لیے اس کے متعلق اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند حقائق پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

1۔ یہ حکم نہیں جس کی پابندی پیروان اسلام پر لازمی ہو بلکہ یہ ایک رخصت ہے۔

2۔ رخصت بھی بے قید وشرط نہیں بلکہ سخت قیود سے مقید اور سنگین شرائط سے مشروط۔

3۔ طب جدید وقدیم اس پر متفق ہے کہ مرد کی طبعی کیفیت عورت کی طبعی کیفیت سے جداگانہ ہے۔

4۔ مرد میں جنسی رغبت عورت سے کہیں زیادہ ہے جس کی ظاہر وجہ یہ ہے کہ جنسی عمل کے بعد عورت کو مدت دراز تک مختلف نازک مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ استقرار حمل، وضع حمل، رضاعت اور ننھے بچے کی تربیت یہ

سارے مرحلے اسے یوں مشغول رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی طلب کم ہی رونما ہوتی ہے لیکن مرد ان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے۔

5۔ اکثر ممالک میں عورت کی شرح پیدائش مردوں سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ جنگ آزما قوموں کے مرد ہی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جنگ کے شعلوں کی نذر ہوتے ہیں۔ اس لیے عورتوں کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

6۔ تاریخ انسانی جب سے مرتب کی گئی ہے اس کے ہر اس قانونی نظام میں جس میں تعدد ازواج قانونا ممنوع ملے زنا کی کھلی اجازت ہے اور یہ فعل شنیع اپنی ان گنت خرابیوں کے باوجود جرم ہی تصور نہیں کیا جاتا۔

7۔ کیا بیوی اور اس کے بچوں کے لیے اس کے خاوند کی دوسری بیوی قابل برداشت ہے یا اس کی داشتہ ؟ ذہنی، روحانی، مادی اور جسمانی صحت کے جملہ پہلوؤں پر غور فرمایئے۔

8۔ کیا کسی باحمیت و باغیرت عورت کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ گھر کی مالکہ بن کے رہے اس کا خاوند اس کے آرام کا ذمہ دار، اس کی ناموس کا محافظ ہو، اس کی اولاد جائز اولاد متصور ہو اور سوسائیٹی میں اسے باعزت مقام حاصل ہو یا ایسی عورت بن کر رہے جس کا حسن وشباب ہوسناک نگاہوں کا کھلونا بنا رہے لیکن نہ کوئی اس کی اولاد کا باپ بننا گوارا کرے اور نہ کوئی دوسری ذمہ داری لینے کے لیے تیار ہو۔

9۔ کیا یورپ اور امریکہ اپنی تمام سائنسی ترقی کے باوجود حرامی بچوں اور کنواری ماؤں کی تعداد میں ہوش ربا اضافہ کے باعث پریشان نہیں۔ یو۔این۔او کی رپورٹ کے مطابق بعض یورپین ممالک میں ناجائز ولادتوں کا اوسط ساٹھ فی صدی تک پہنچ گیا ہے۔

(اس کا مزید ثبوت مقالہ میں دیئے گئے ڈایاگرام میں ہے)

> یہ حقائق ہیں جن کو تسلیم کرتے ہوئے اوران مشکلات کا حل پیش کرتے ہوئے اسلام (جو کہ دین فطرت ہے) نے ضرورت کے وقت ایک سے زائد بیوی سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔ خود مغرب کے کئی مفکر اپنے معاشرہ کی اخلاقی پستی اوراس میں ایسی عورتوں اور ناجائز بچوں کی زبوں حالی کو دیکھ کر چیخ اٹھے ہیں اور برملا کہنے لگے ہیں کہ قرآن کے قانون پر عمل کے بغیر اب کوئی چارہ کار نہیں۔"[vii]

برصغیر کے اکثر مفسرین نے اس مقام پر یہی تفسیر کی ہے جبکہ عرب وعجم کے جملہ مفسرین نے اسلام کی عطا کردہ محدود تعدد ازواج کو انسانی ضرورت کے مطابق قرار دیا ہے۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ اجازت نص قرآن سے ثابت ہے۔مذکورہ بالا مفسرین کی آراء کا ماحاصل یہ ہے کہ دوسری شادی کرنے پر شرعی اعتبار سے کوئی قدغن نہیں ہے اور اس سلسلہ میں اہل مغرب کا شور وغوغا بے جا ہے۔اکثر مفسرین نے دوسری شادی کو بعض لوگوں کی اشد ضرورت اور حاجت قرار دیا ہے اور اس کے برعکس اگر یہ اجازت نہ دی جائے تو اس کے نقصانات کا سخت اندیشہ ہے۔پیر کرم شاہ صاحب نے مغربی تہذیب وتمدن اور ان کے عائلی نظام کی قباحتوں کے جو حوالے دیئے ہیں وہ بالکل بجا ہیں اور یہ فطری بات ہے کہ جہاں نکاح ثانی پر پابندی لگائی جائے گی اس کے یہی نتائج نکلیں گے۔اگر ہم اپنے گردونواح کے ماحول کا جائزہ لیں تو اس وقت ہمیں مکمل پاکیزہ ماحول کا احساس نہیں ہوتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں نے اس قوم کے سامنے مغربی تہذیب وتمدن کو ہی ماڈل کے طور پر پیش کیا ہے اور اس تہذیب کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ زنا کے دواعی اور محرکات کو عام کیا جائے اور جائز نکاح کے لیے رکاوٹیں کھڑی کی جائیں۔اس تمام سازش اور فکر کو جہاں مغربی تہذیب کے ہم نواؤں نے اخلاقی، تمدنی اور انسانی جذبوں کی آڑلے کر پروان چڑھایا ہے، وہیں ہمارے حکمرانوں کی عاقبت نااندیشی نے بھی کام کیا ہے، چنانچہ مختلف این جی اوز جو اسلامی ممالک میں کارفرما ہیں وہ یہ سارا کام بخوبی انجام دے رہی ہیں۔

بہرحال اس فکر کے تحت ہمارے معاشرے میں کچھ غلط فہمیاں پھیلادی گئی ہیں، جن کے پیش نظر آج عوام تو عوام، ہمارا پڑھا لکھا طبقہ بھی نکاح ثانی سے ہچکچانے اور اسے غلط سمجھنے لگا ہے، وہ اسے سماجی بے انصافی کے مترادف سمجھتا ہے۔ذیل میں ان غلط فہمیوں پر سے معقول انداز میں پردہ ہٹایا گیا ہے۔

نکاح ثانی سے متعلق غلط فہمیاں اور احادیث کی رو سے ان کا ازالہ :

1۔ عیش وعشرت کا الزام

سب سے پہلی غلط فہمی یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ دوسری شادی عیش کوشی اور شہوت رانی کے لیے کی جاتی ہے لہذا یہ شریف آدمی کا کام نہیں ہے۔اس سلسلہ میں بڑے اچھے ذہن رکھنے والوں اور بعض سکالروں نے بھی خطا کی اور اس غلط فہمی کا شکار ہوئے وہ نکاح کے ذریعے شہوت پوری کرنے کی بھی مذمت کرتے ہیں۔جبکہ حق بات یہ ہے کہ نکاح کے مقاصد میں سے جہاں دیگر مقاصد ہیں، شہوت کو پورا کرنا بھی اس میں ایک مقصد ہے، تاکہ شرمگاہ کی حفاظت ہوسکے۔اس کی مزید وضاحت ذیل کی احادیث میں ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ ایک حدیث نقل کرتے ہیں :

1- "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" (viii)

ترجمہ: (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح نظر کو زیادہ نیچے رکھتا ہے اور شرم گاہ کی زیادہ حفاظت کرتا ہے اور تم میں سے جو شخص نکاح کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کی شہوت کو کم کریں گے)

اس حدیث میں بہت واضح ہے کہ نکاح کا ایک مقصد شہوت کو بیوی کے ذریعے پورا کرنا ہے۔اور جب اس کی شہوت اپنی بیوی سے پوری ہو گی تو اس کی نظر نامحرم کی طرف نہیں اٹھے گی۔ نیز اس میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ یہ شہوت ایک ہی بیوی سے پوری ہو جائے گی یا متعدد سے۔تو جس کی ایک بیوی سے شہوت پوری ہو جائے تو وہ ایک پر ہی اکتفا کرے اور جو سمجھتا ہے کہ اس کی شہوت ایک زوجہ سے پوری نہیں ہوئی تو وہ بجائے کسی بے راہ روی کے وہ شرعی طریقہ سے دیگر ازواج کے لیے کوشش کرے۔

اسی طرح ذیل کی دیگر احادیث میں غور کریں۔

2- " أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: جَاءَ ثَلاَثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ الخ (ix)

ترجمہ: (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے حجروں کے باہر تین شخص آئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔جب ان کو آپ کی عبادت کے متعلق بتایا گیا تو انہوں نے اس کو کم گمان کیا انہوں نے کہا کہاں ہم، کہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالی نے آپ کے اگلے پچھلے بظاہر خلاف اولی سب کام معاف کر دیے۔ان میں سے ایک نے کہا میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔دوسرے نے کہا میں ہمیشہ ساری عمر روزے رکھوں گا تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور ساری عمر نکاح نہ کروں گا۔تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اس طرح کہا تھا بخدا میں تم سب لوگوں سے زیادہ اللہ

سے ڈرنے والا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں سو جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرے طریقہ (کاملہ) پر نہیں ہے۔)

اس حدیث میں بھی جہاں تیسرے صحابی نے نکاح نہ کرنے کا ارادہ کیا تھا انہوں نے اپنے تئیں یہ سمجھا کہ عورت سے نکاح کرنا شہوت رانی اور عیش و عشرت پر دلالت کرتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس وہم کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا: میری سنت (عورتوں سے) نکاح کرنا ہے ۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ شہوت کو جائز طریقہ سے پورا کرنا سنت ہے، خلاف تقوی نہیں ہے۔

3۔ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُمْ: الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الأَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ العَفَافَ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ." [x]

ترجمہ: (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ازراہ کرم تین شخصوں کی مدد اپنے ذمہ لے لی ہے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا، وہ مکاتب [xi] جو اپنا بدل کتابت ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔ اور وہ شخص جو پاک دامن رہنے کی نیت سے نکاح کرے)

اس حدیث کے مفہوم پر غور کریں تو بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ پاک دامن رہنے کے لیے جو نکاح کرے تو اللہ تعالی اس کی مدد کرتا ہے اور اس پاک دامنی سے مراد یہ ہے کہ اسے زنا کا خوف ہے تو وہ شہوت کو پورا کرنے کے لیے نکاح کر لیتا ہے اور اپنی بیوی کے ذریعہ شہوت پوری کرتا ہے تو یہ کام اللہ کو پسند ہے اور اس حدیث میں اولاد کے حصول کا تذکرہ نہیں ہے گو کہ حصول اولاد بھی ایک مقصد ہے، تو جو شخص محض غلبہ شہوت کی بناء پر نکاح کرتا ہے تاکہ زنا سے بچ جائے اور اگرچہ اس کا مقصد اولاد کا حصول نہیں ہے تو بھی یہ جائز اور مستحسن فعل ہے۔ اسی طرح

4۔ "أَنَّ أَبَا نَجِيحٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مَنْ كَانَ مُوسِرًا لأَنْ يَنْكِحَ ثُمَّ لَمْ يَنْكِحْ فَلَيْسَ مِنِّي" [xii]

ترجمہ: (ابو نجیح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خوشحال ہو اور نکاح کی طاقت رکھتا ہو پھر بھی نکاح نہ کرے وہ میرے طریقہ (محمودہ) پر نہیں ہے) اسی طرح

5- "عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الْحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ."(xiii)

ترجمہ: (حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں، ختنہ کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔) (xiv)

ان احادیث میں جہاں عورت سے محبت کرنے اور اس سے نکاح کرنے کی تاکید کا ثبوت ملتا ہے، وہاں اقتضاء یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ نکاح کا ایک مقصد خواہش نفس کو پورا کرنا بھی ہے۔ ان احادیث کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ نکاح کے جہاں دیگر مقاصد ہیں وہاں ایک مقصد جائز طریقہ سے نفسانی خواہش کو پورا کرنا اور ایمان کی حفاظت ہے چنانچہ اگر اولاد کی خواہش نہ بھی ہو مگر اپنے ایمان کے نقصان کا اور نفس کے گناہ کا اندیشہ ہو تو بھی نکاح کرنا اکیلے رہنے سے افضل ہے۔ المختصر حق بات یہ ہے کہ نکاح کے دیگر مقاصد کی طرح شہوت کا پورا کرنا بھی ایک مقصد ہے کہ اسے نکاح کے ذریعے جائز طریقہ سے پورا کیا جائے کیونکہ یہی شہوت اگر غلط طریقہ سے پوری کی جائے تو یقیناً گناہ ہوگا، جیسا کہ احادیث مبارکہ میں واضح ہے کہ عمل زوجیت کو بھی صدقہ قرار دیا گیا ہے اور نکاح کو ایمان کی سلامتی اور انسان کی پاک دامنی کا بہت بڑا سبب قرار دیا گیا ہے اور یہ جب ہی ہے کہ خاوند بیوی سے شہوت پوری کرے، حدیث میں ہے :

6- "وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْر "(xv)

ترجمہ: (تمہارا اپنی بیویوں کے پاس جانا بھی نیکی ہے صحابہ نے حیرت سے پوچھا یا رسول اللہ! کیا کوئی اپنی بیوی کے پاس اپنی شہوت کو پورا کرتا ہے تو اس میں بھی نیکی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت بھرے انداز میں فرمایا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر وہ یہ کام کسی حرام طریقہ سے کرے تو اسے گناہ ہوگا، بالکل اسی طرح جب وہ اسے حلال طریقہ سے کرے گا تو اسے اجر ہوگا۔)

اس حدیث میں بالکل واضح الفاظ میں شہوت پوری کرنے کو نکاح کا مقصد اور جائز طریقہ سے اسے پورا کرنے کو صدقہ اور نیکی قرار دیا گیا ہے، لہذا اس سے یہ واضح ہے کہ جو شخص محض شہوت کو جائز طریقہ سے پورا کرنے کے لیے نکاح کرتا ہے تو یہ بھی درست ہے۔

اسی طرح حدیث میں ہے:

7۔ "قَالَ جَابِرٌ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ، فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ، فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا، فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ" ([xvi])

ترجمہ: (جب تمہاری نگاہ کسی غیر محرم پر پڑے اور تمہارا میلان پیدا ہو تو اپنی زوجہ یا لونڈی کے پاس جاؤ کہ یہ کام اس بات کو زائل کر دے گا جو اس کے دل میں آئی ہے۔)([xvii])

اب یہ تمام احادیث تو اس بات کو واضح کر رہی ہیں کہ نکاح کہ جس کا لغوی معنی ہی جماع ہے، اس کا ایک بڑا مقصد جائز طریقہ سے شہوت کو پورا کرنا ہے۔ لہذا نکاح کے مقاصد میں جہاں اولاد کا حصول ہے وہیں اپنی شہوت کو پورا کرنا بھی ہے اور یہ شہوت جس طرح پہلے نکاح سے پوری ہوتی ہے اسی طرح دوسرے، تیسرے اور چوتھے نکاح سے بھی پوری ہوتی ہے چنانچہ چار تک نکاح کے قرآنی حکم کا فلسفہ بھی یہی ہے۔

مفسرین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ تمام مردوں کی جنسی قوت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ لہذا اگر کوئی محض کثرت شہوت کو پورا کرنے کی خاطر ایک نکاح کر لے یا متعدد نکاح کرے تو بھی یہ برا نہیں ہے کیونکہ اس طرح وہ زنا میں مبتلا ہونے سے بچ جائے گا جو کہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے اور یہ نکاح اس کے پاک دامن رہنے کے لیے بھی مفید ہوگا۔

جب ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس زندگیوں کو دیکھتے ہیں تو ایسے صحابہ کثیر تعداد میں نظر آتے ہیں جنہوں نے متعدد نکاح کیے۔ یہی حالت تابعین اور بعد کے لوگوں کی رہی، پھر عمدہ بات یہ کہ شادی شدہ کو نکاح کی دعوت اور ترغیب بھی دی جاتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہو گئیں تو ان کے نکاح کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دعوت نکاح دی، ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آنے کی صورت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نکاح کی دعوت تو انہوں نے کہا کہ میرا ابھی نکاح کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عثمان کی شکایت کر دی، تو کریم وحکیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حفصہ کے لیے عثمان سے اچھا خاوند اور عثمان کے لیے حفصہ سے اچھی بیوی بتاتا ہوں۔ الخ۔([xviii])

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کل ازواج کی تعداد چار ہے([xix])

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں پانچ عورتوں سے نکاح کیا تھا۔([xx]) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یکے بعد دیگرے آٹھ([xxi]) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نو ازواج تھیں([xxii])۔ یہ تو خلفاء اربعہ کی مثال ہے ورنہ دیگر بے شمار

صحابہ ایسے تھے جن کی ایک سے زائد ازواج تھیں اور خاص طور پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تو کثرت ازواج میں مشہور تھے حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہنا پڑا کہ اے لوگو! اس کو اپنی بیٹیوں کا رشتہ نہ دو یہ بہت طلاق دینے والا ہے۔ بہر حال حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا معاملہ ذرا جدا نوعیت کا ہے کہ وہاں شہوت کی تکمیل مقصد نہ تھا، دراصل لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے ساتھ اپنی نسبت قائم کرنے کے لیے آپ کے نواسہ کو اپنی بیٹیوں کے رشتے پیش کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت ام کلثوم سے نکاح میں بھی یہی حکمت تھی۔

غور کریں کہ صحابہ سے بڑھ کر کون غض بصر اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے سکتا ہے؟ یقیناً صحابہ کرام کے تقوی کے معیار کو بعد والے نہیں پہنچ سکتے مگر ان کی تعدد ازواج کی سنت در حقیقت کئی اخلاقی، روحانی اور جسمانی بیماریوں کا تدارک اور بے شمار خیر و برکت کا باعث ہے۔

2۔ اولاد کا عذر:

اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اس کے ہاں تو اولاد ہے اسے نکاح کرنے کی کیا حاجت ہے؟ گویا ہم نے یہ بھی ایک سماجی دستور بنا دیا ہے کہ دوسرا نکاح تو وہ کرے جس کے ہاں اولاد نہ ہو۔ یہ تصور بھی ہمارا اپنا قائم کیا ہوا ہے جس کی شریعت میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ شریعت میں نکاح ثانی کے لیے یہ کوئی شرط نہیں رکھی گئی۔ نکاح ثانی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کے ہاں پہلے اولاد ہے یا نہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو دوسری شادی کے باوجود بھی اولاد نہیں ہوتی۔ کچھ شک نہیں کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے لیکن جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ نکاح کا مقصد صرف اولاد کا حصول نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد اپنی شرمگاہ کی حفاظت بھی ہے۔ ہمارے بعض دانشور غور نہیں کرتے کہ معاشرے میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کی اولاد ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی صحت بھی اچھی ہے اور مالی حالت بھی۔ دوسری شادی کی وہ خواہش رکھتے ہیں مگر زمانے کی معاشرتی قیود کی بدولت وہ دوسری شادی نہیں کرتے۔ صد افسوس ہم مغرب کی تقلید اور فریب کاری کا اس قدر شکار ہوئے کہ ہمیں خیر وشر کی تمیز ہی نہ رہی، ہم نے فہم وادراک کے متضاد زاویے قائم کر لیے کہ خیر کو شر اور شر کو خیر سمجھ لیا۔

3۔ بڑی عمر کا عذر:

اسی طرح نکاح ثانی کے معاملہ میں خاص طور پر عمر پر اعتراض کیا جاتا ہے، اگر کوئی شخص پچاس ساٹھ برس کا ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ "ابھی اس کی کون سی عمر ہے شادی کی؟" حالانکہ شادی کے لیے عمر کی بھی شریعت نے کوئی قید نہیں رکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام کلثوم بنت حضرت علی رضی اللہ عنہما سے تقریباً 57 سال کی عمر میں شادی کی تھی، جبکہ

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی عمر آپ کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ قرون اولی سے لے کر آج تک ایسی کئی مثالیں موجود ہیں، جبکہ اس معاملہ میں مغربی تہذیب و تمدن کے پیروکار اور جدت پسند طبقہ سخت مخالفت کرتا ہے۔ خصوصاً حقوق نسواں کے لیے کام کرنے والی این جی اوز اس فعل پر بہت زیادہ واویلا کرتی ہیں، لیکن اسلام کے قوانین فطری اور آفاقی ہیں، مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں دکھاتا رہتا ہے۔

دور حاضر کی ترقی یافتہ اقوام کی مثالیں:

مغربی تہذیب میں دوسری بیوی کے لیے باقاعدہ نکاح کا رجحان تو بہت کم ہے مگر بوڑھوں کی جوان لڑکیوں سے محبت کی داستانیں بہت ہیں اور ہمارے معاشرے میں ان مغربی تہذیب کے دل دادہ طبقے اور جدت پسند لوگوں کے لیے عمران خان اور ریحام خان شادی کی تازہ مثال ہی کافی ہے کہ عمران کی عمر اس وقت تقریبا 63 سال ہے جبکہ ریحام کی عمر 41 سال ہے دونوں ماڈرن دنیا کے ہیرو اور ماڈل ہیں، دونوں کی عمروں میں کافی فرق بھی ہے۔ ان کے نکاح میں عمران خان صاحب نے جہاں یہ ثابت کر دیا کہ نکاح کیلیے عمر کی کوئی قید نہیں ہوتی، وہاں پی ٹی آئی کی خاتون اول نے یہ بھی بتا دیا کہ ایک جوان عورت کسی 63 سالہ بوڑھے سے بھی شادی کر سکتی ہے۔ شریعت کے اصول فطری اور انسان کے مزاج کے مطابق ہیں، جس میں زیادہ سے زیادہ عمر کی کوئی قید نہیں رکھی گئی ہے اور نہ ہی میاں بیوی کے عمر میں ہم آہنگی کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ (بد قسمتی سے بعض اسباب کی بنیاد پر 30 اکتوبر 2015 کو یہ شادی طلاق پر منتج ہوئی۔ بہر حال اس سے ہمارے نقطہ نظر پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہوتا۔)

اسی طرح ماضی قریب میں فرانس کے صدر فرانسو اولاند اور ایک خوبصورت ماڈل اور ایکٹریس کے معاشقہ کی خبریں گردش کرتی رہیں، جس میں صدر فرانسو اولاند نے اس خفیہ محبت اور عشق کا انکار نہیں کیا البتہ اسے اس کی پرائیویٹ زندگی میں مداخلت اور حملہ قرار دیا، اور اس جریدے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا ارادہ ظاہر کیا کہ جس نے اس کی نجی زندگی کے راز کو افشا کیا۔ یاد رہے کہ صدر فرانسو کی عمر تقریباً ساٹھ سال ہے، اور وہ پہلے سے دو شادیاں کر چکے ہیں، ان کی محبوبہ کی عمر اس وقت 41 برس تھی۔ (xxiii)

بہر حال مغربی تہذیب میں ایسی سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

4۔ ازواج میں عدل کا عذر:

نکاح ثانی کے مخالفین کی طرف سے جو سب سے بڑی اور مضبوط دلیل سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ خاوند دو یا زیادہ بیویوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتا اور عدل کرنا شرعی حکم ہے، لہذا دوسری شادی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو اس بارے میں

عرض ہے کہ اول تو ہمارا یہ دعویٰ ہرگز نہیں ہے کہ کوئی شخص عدل کی پرواہ کیے بغیر دوسری شادی کرلے۔ازواج کے درمیان عدل تو بنیادی شرط ہے۔تاہم اس شرط سے بچنے کی بھی شریعت نے صورت بتائی ہے اگر اسے اختیار کیا جائے تو ایک درمیانہ اور آسان راستہ نکل سکتا ہے۔اور وہ یہ کہ عورت سے بعض حقوق کی ادائیگی کے حوالہ سے سمجھوتہ کیا جائے، جیسا کہ قرآن حکیم میں خالق کائنات نے عدل کے تقاضے پورے نہ کرنے کی صورت میں باہمی صلح جوئی اورامن پسندی کی خاطر اپنے حقوق پر کچھ سمجھوتا کرلینے کی اجازت اور ترغیب دلائی ہے اور اسے عمدہ فعل قرار دیا ہے۔یعنی خاوند اپنے کچھ حقوق معاف کردے اوراسی طرح بیوی بھی اپنے بعض حقوق معاف کردے یا صرف بیوی یک طرفہ طور پر ہی اپنے حقوق سے دستبردار ہوجائے ،اس طرح خاوند اگر کسی ایک بیوی کی طرف زیادہ میلان بھی رکھتا ہو اور اس کے پاس زیادہ وقت گزارنا چاہتا ہو تو پہلی بیوی اسے یہ حق معاف کردے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور نہ یہ عدل کے خلاف ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

{وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ} (xxiv)

ترجمہ: (اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح خوب ہے۔)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

"وَيَدْخُلُ فِي هَذَا الْمَعْنَى جَمِيعُ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ الصُّلْحُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَامْرَأَتِهِ في مال أو وطئ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ (xxv)"

ترجمہ: (اور مرد وعورت کی یہ صلح (سمجھوتہ) مال، جماع وغیرہ سب کو شامل ہے۔)

اس کی عملی مثال یہ ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حصہ کی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وقف کردی تھی اور اُپنے اس حق سے دست بردار ہوگئیں اور یہ شرعا جائز ہے۔پھر عدل جن باتوں میں ضروری ہے اس کی وضاحت شرع کے اندر بہت واضح ہے لہذا اس سمجھوتہ پر عمل درآمد بھی ہوسکتا ہے۔

ہمارے سماجی انصاف کو ماپنے کے پیمانے بھی عجیب ہیں۔ حقوق کی پامالی اس وقت محسوس نہیں کی جاتی جب کسی خاتون کا خاوند کئی ایک عورتوں سے خفیہ اور ناجائز تعلق قائم کرلیتا ہے اور اپنی بیوی کے حقوق کما حقہ پورے نہیں کرتا، اسی

طرح وہ ملک سے باہر چلا جائے اور کئی سال تک وہ واپسی کا نام نہ لے اور اس کی زوجہ خاوند کا چہرہ دیکھنے کو ترستی رہے تو برداشت کر لیا جاتا ہے اور اس وقت ہمارا معاشرہ ازدواجی حقوق کی پامالی کا کوئی احساس نہیں دلاتا ، مگر ایک مرد جب اعلانیہ شادی کر لے تو یہ عورت کو ناگوار ہو یا نہ ہو، معاشرے کو خواہ مخواہ ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ کیا معاشرتی اور سماجی عدل وانصاف کو ماپنے کا ہمارا پیمانہ درست ہے؟ بہر حال تعدد ازواج کی صورت میں عدل کے تقاضوں سے کسی کو انکار نہیں اور اس حوالے سے سمجھوتے کی صورت بھی بیان کر دی گئی ہے جو قابل عمل ہے۔

تعدد ازواج میں موجودہ عرب کا رجحان:

اسلامی معاشرے کے اندر تعدد ازواج کے معاملہ میں عرب ممالک کی مثال بھی ہمارے سامنے ہے، عرب ممالک میں نکاح ثانی کو عام طور پر معیوب اور معتوب نہیں سمجھا جاتا جبکہ عرب ممالک کے حکمران خاص طور پر زیادہ شادیاں کرنے میں مشہور ہیں۔ اختصار کے ساتھ چند ایک مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق سعودی سلطنت کے بانی شاہ عبدالعزیز کی ازواج کی تعداد کچھ یوں ہے

Hundred :Being a polygamist, he married dozens of women and had almost a children, 40 of which were sons. " (xxvi)

ترجمہ: (سعودی سلطنت کے بانی شاہ عبد العزیز کی درجنوں بیویاں تھیں جن سے اس کی اولاد کی تعداد تقریبا سو تھی جن میں سے چالیس لڑکے تھے۔) اسی طرح

" KING FAISAL MARRIED FOUR TIMES "(xxvii)

(شاہ فیصل کی چار بیویاں تھیں)

شاہ فہد کی کل بارہ بیویاں تھیں جن میں سے بعض کو طلاق دے دی تھی۔ (xxviii)

" KING ABDULLAH HAD ABOUT 30 WIVES "(xxix)

(سعودی سابق فرماں روا شاہ عبد اللہ کی تیس بیویاں تھیں)

عرب کے دیگر شیوخ اور عام عرب میں بھی تعدد ازواج کا رواج ہے اور اسے ذرا بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا اس کے ساتھ ساتھ ہم مذکورہ عرب شیوخ کے بارے یہی حسن ظن رکھتے ہیں کہ وہ ایک وقت میں چار ازواج ہی رکھتے ہیں جیسا کہ شرعی حکم ہے۔ بہر کیف ہمارا مقصد اس

بات کا ثبوت ہے کہ مردوں کا ایک طبقہ ہر جگہ ایسا پایا جاتا ہے جنہیں ایک سے زائد ازواج کی حاجت رہتی ہے۔یہ حاجت فطری ہے لہذا اگر اسے اس حاجت کو پورا کرنے کا قانونی اور اخلاقی حق نہ دیا جائے تو وہ غیر قانونی اور غیر اخلاقی انداز میں اس حاجت کو پورا کرنے کے لیے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے۔

مغربی معاشرے میں نکاح ثانی پر پابندی کے نقصانات:

اب ذرا اس معاشرے کا اخلاقی اعتبار سے جائزہ لیتے ہیں جن کے ہاں دوسری شادی غیر قانونی اور عدل وانصاف کے منافی ہے۔ آج مغربی تہذیب جسے ماڈرن اور ترقی یافتہ تہذیب شمار کیا جاتا ہے اور جسے ہمارا ترقی پسند طبقہ اپنا ماڈل سمجھتا ہے، اس کے ازدواجی نظام کا جائزہ لیں تو اس معاشرے کی اخلاقی پستی اور ذلت کا اندازہ ہوتا ہے، جہاں خاندان نام کی چیز ناپید ہے، جہاں بچے اپنے حقیقی والد سے ناآشنا اور والدین کی فطری اور حقیقی محبت سے محروم ہیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک طرف فحاشی اور زنا پر کسی قسم کی پابندی کو برداشت نہ کیا اور اسے غیر فطری اور انسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے رکاوٹ قرار دیا تو دوسری جانب اگر کوئی جائز ازدواجی زندگی گزارنا چاہے تو اسے فقط ایک بیوی تک ہی محدود کر دیا۔یعنی ایک مرد اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے لاتعداد عورتوں سے ناجائز تعلق قائم کرلے ،اسے اجازت ہے مگر جائز اور قانونی نکاح کے لیے اسے صرف ایک ہی نکاح پر کاربند رہنا ہوگا، یہ پورے یورپ کا عمومی جائزہ ہے، ممکن ہے کسی جگہ دوسری شادی کی اجازت ہو بہرحال ایسا بہت نادر ہے۔ذیل میں مختلف تحقیقاتی رپورٹوں اور اعداد وشمار کے اداروں کی رپورٹوں کا خلاصہ ہے۔ ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق:

"TODAY, BIRTHS OUTSIDE MARRIAGE REPRESENT A MAJORITY IN A GROWING NUMBER OF EUROPEAN AND MOST LATIN AMERICAN COUNTRIES, BUT REMAIN RARE IN ASIA.

"ترجمہ: (آج یورپین ممالک اور لاطینی امریکی ممالک میں بن بیاہے جوڑوں سے ناجائز بچوں کی پیدائش بہت زیادہ ہے جبکہ ایشیا میں یہ تعداد بہت کم ہے۔) اسی رپورٹ میں مزید لکھا ہے:

THE PROPORTION OF CHILDREN BORN OUTSIDE MARRIAGE IS RISING IN ALL EU COUNTRIES NORTH AMERICA, AND AUSTRALIA. IN EUROPE, BESIDES THE LOW LEVELS OF FERTILITY RATES AND THE

DELAY OF MOTHERHOOD, ANOTHER FACTOR THAT NOW CHARACTERIZES FERTILITY IS THE GROWING PERCENTAGE OF LIVE BIRTHS OUTSIDE MARRIAGE. IN THE EU, THIS PHENOMENON HAS BEEN ON THE RISE IN RECENT YEARS IN ALMOST EVERY COUNTRY; AND IN SEVEN COUNTRIES, MOSTLY IN NORTHERN EUROPE, IT ALREADY ACCOUNTS FOR THE MAJORITY OF LIVE BIRTHS."

ترجمہ: (غیر شادی شدہ جوڑوں سے بچوں کی پیدائش کا تناسب یورپی یونین کے ممالک، امریکہ اور اسٹریلیا میں بڑھ رہا ہے۔ اس کے علاوہ یورپ میں شرح پیدائش کا کم تناسب اور زچگی میں تاخیر کے باوجود شرح پیدائش میں اضافہ کا سبب غیر شادی شدہ جوڑوں سے زندہ بچوں کی پیدائش ہے۔ حالیہ سالوں میں یورپ کے تقریبا تمام ممالک میں اس رجحان کا اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ شمالی یورپ میں تو ایسے بچوں کی تعداد پہلے ہی زیادہ ہے۔)

ذیل کے نقشہ میں یورپ کے مختلف ممالک میں ناجائز پیدائشوں کے اس تناسب کو 1980ء اور 2007ء کے درمیان موازنہ کرکے دکھایا گیا ہے۔ نقشہ سے یہ بالکل واضح ہے کہ یورپ کے تمام ممالک میں 1980ء کے مقابلہ میں 2007ء میں اس تناسب میں واضح اضافہ ہوا ہے۔

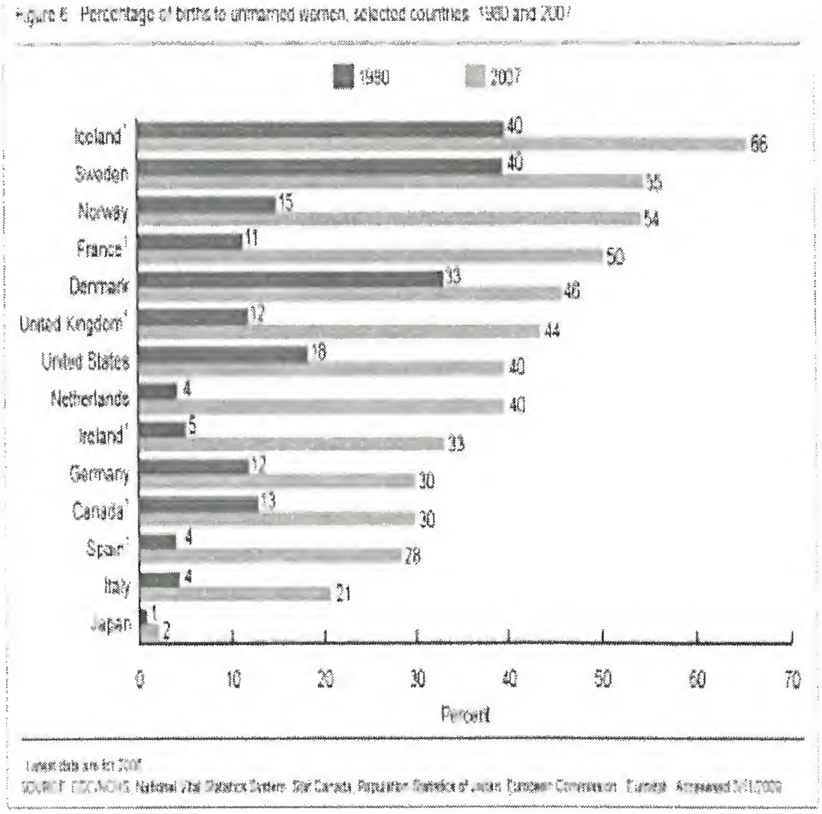

(xxx)

ہم نے نکاح ثانی پر پابندی لگانے والے معاشرہ کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرلیا، اس کے بھیانک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔یورپی تہذیب میں اور مذکورہ بالا عرب تہذیب میں قدر مشترک یہی ہے کہ دونوں جگہ مرد ایک سے زائد عورتوں کا محتاج نظر آتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اہل یورپ اس احتیاج کو غیر قانونی اور غیر اسلامی طریقے سے پورا کرتے ہیں جبکہ اسلامی تہذیب میں اسے قانونی اور شرعی حق کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے جس کی ایک حد بھی مقرر ہے۔

معاشرتی بے راہ روی:

اس وقت اگر اپنے معاشرتی ماحول کا جائزہ لیا جائے تو زناکاری کے محرکات اور دواعی بکثرت پائے جاتے ہیں، مغربی تہذیب کی پیروی عروج پر ہے، عورت کو مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی پابندیوں سے آزاد کر دیا گیا ہے۔اب عورت اپنے من پسند لباس پہن کر باہر آسکتی ہے، فیشن پرستی اور عریانیت پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے جبکہ ہماری حکومتیں سیکولرازم سے متاثرہ ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں، ایسے میں کہ جب فحاشی اور بے حیائی کا بازار گرم ہے اور زنا کے دواعی اور اسباب کی بہتات ہے۔اس

کے نتائج بھی اسی طرح برآمد ہوسکتے ہیں جیسا کہ مغربی تہذیب کے نتائج ہم نے ملاحظہ کیے۔ بہرحال ان حالات میں زناکاری سے بچنے کی ایک تدبیر یہ ہے کہ نکاح کو عام کیا جائے، نکاح کے معاملہ میں خود ساختہ سماجی پابندیوں کو ختم کیا جائے، نکاح کے عمل کو زیادہ آسان بنایا جائے، اور نکاح ثانی کو معیوب نہ سمجھا جائے، اسے پہلی بیوی کی اجازت کے ساتھ مشروط نہ کیا جائے اور اسے اس طرح رائج کیا جائے جس طرح عرب ممالک میں ہے اور اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے، اس طرح ہم اپنے نفس کو کافی حد تک بدکاری سے بچا سکیں گے۔

دوسری طرف ہم معاشرے کے حقیقی ظلم اور ناانصافی کی طرف غور نہیں کرتے کہ کئی خواتین تو رشتہ ازدواج سے ہی منسلک نہیں ہوپاتیں، وہ ازدواجی زندگی کے بارے طرح طرح کے سپنے دیکھ چکی ہوتی ہیں مگر ان کے سپنے ان کے سینے میں ہی دفن ہوجاتے ہیں، حتی کہ وہ بڑھاپے کو پہنچ جاتی ہیں مگر کوئی ان کے طرف پیغام نکاح نہیں بھیجتا اور پھر وہ زندہ لاش کی صورت میں اپنے والدین یا بھائیوں کے ساتھ رہتی ہیں، یہاں انسانی ہمدردی اور سماجی انصاف کی تنظیموں کو عدم مساوات کا احساس نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اسے قسمت اور نصیب سے منسوب کردیتے ہیں۔ ہمیں تقدیر سے کوئی انکار نہیں مگر ان محروم خواتین کی اس حرماں نصیبی میں معاشرے اور سماج کے گمراہ کن تصورات نے بھی بڑا کردار ادا کیا ہے اور ایک مرد کے لیے بس ایک عورت کے تصور کو ہی سماجی عدل سمجھ لیا گیا ہے اور اس تصور کے پنپنے کے لیے بہت ساری قوتیں کارفرما ہیں اور اس منفی سوچ کے پیچھے مسلم سماج دشمن قوتوں کے پروپیگنڈہ کا بھی ادراک نہیں کیا گیا، کیا ایسی خواتین اگر کسی مرد کے ساتھ دوسری شادی پر تیار ہوجائیں تو اس میں زیادہ خیر اور بھلائی کا پہلو ہے یا ان کا اپنے والدین کے گھر میں مایوسی کی زندگی گزارنا زیادہ بہتر ہے؟ اور وہ مرد جو ایسی محروم خواتین سے نکاح کریں گے وہ ایک طرف تو اپنے نفس کو گناہ کی آلائشوں سے پاک کرسکیں گے جبکہ وہ دوسری طرف ایسی مجبور و محروم خواتین کے ساتھ احسان کرکے اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔

نکاح ثانی کے حوالہ سے دو قسم کے خدشات ہمارے سامنے ہیں، اگر وہ نکاح نہ کرے تو زنا کا خوف اور اگر دوسرا نکاح کرے تو بے انصافی کا، تو اب فرض کریں کہ لامحالہ اسے ان دو برائیوں میں سے کسی ایک برائی کو اختیار کرنا ہو تو کون سے برائی کو اختیار کرنا بہتر ہوگا؟ یقیناً ازدواجی بے انصافی کے مقابلہ میں زناکاری بہت بڑا گناہ ہے، اس میں سماجی ناانصافی بھی ہے اور حقوق کی پامالی بھی، جس میں دوسرے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ہے اور قرآن میں زنا کو بری راہ کہا گیا ہے۔ لہذا اس صورت میں بھی دوسری شادی کرنا، زناکاری میں پڑنے سے بہت بہتر ہے۔

اسی طرح ایک ایسا مرد جو دو یا زیادہ بیویاں رکھنے کا متحمل ہے اور اس کی حاجت بھی ہے، اسے صرف معاشرتی دباؤ دوسری شادی کرنے سے روکتا ہے جبکہ یہی شخص لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوکر حرام کاری کا مرتکب ہوجاتا ہے اور یوں

وہ اللہ کا نافرمان اور ضمیر کا گناہ گار بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس جرم کے اندر اس شخص کی ذات کے علاوہ ہمارے معاشرے کی بھی شراکت ہے اور تحقیقی بات تو یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں بڑھتی ہوئی حرام کاری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں نکاح کرنا مشکل بنادیا گیا ہے اور دوسری شادی کو لوگ گناہ کبیرہ کے مترادف سمجھتے ہیں۔

خلاصہ کلام :

الغرض انسانی فطرت اور دور حاضر کا ماحول مرد کے لیے نکاح ثانی کا تقاضا کرتے ہیں، جبکہ شرعی طور پر نکاح ثانی پر کوئی قدغن نہیں لگائی گئی، شریعت نے نکاح ثانی کے لیے جن قیود کا ذکر کیا ہے وہ کافی ووافی ہیں، ان کے علاوہ دنیا کے کسی نظام حیات کو اس میں ردوبدل کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ ایک مسلم معاشرے کو اس معاملہ میں کسی دوسرے معاشرے کی پیروی کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کا ایک الگ کلچر، الگ تہذیب وتمدن اور اپنا مخصوص نظام معاشرت ہے۔ اسلامی نظام معاشرت کا تقاضا ہے کہ مرد کی دوسری شادی پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے۔ اور اس سلسلے میں خود ساختہ عدل وانصاف کے پیمانوں اور سماجی انصاف کے پر فریب نعروں سے اسلام کے عائلی نظام کو بدنام نہ کیا جائے۔ اسلام کے جملہ احکام فطری ہیں اور جب بھی ان احکام کے خلاف کوئی نظام یا معمولی قانون بھی بنایا جائے گا تو اس کے منفی نتائج برآمد ہوں گے۔ مغرب کا مادر پدر آزاد معاشرہ اس کی واضح مثال ہے۔

آج جبکہ ہر طرف عریانیت وفحاشی کا بازار گرم ہے اور بے حیائی اور زناکاری کے دواعی کثیر تعداد میں سرگرم عمل ہیں ایسے ماحول میں مرد اور عورت کے لیے پاک دامن ہو کر رہنا انتہائی مشکل ہے۔ لہذا ایسے ماحول میں حرام کاری سے بچاؤ کے لیے نکاح کو عام کرنا ہوگا اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ایک سے زائد نکاح کرنے کو رواج دینا ہوگا۔ اس طرح ہم ایک طرف شریعت کے ایک متروک حکم کو زندہ کر سکیں گے تو دوسری طرف ہم زناکاری اور فحاشی کے بہاؤ کو کم کر سکیں گے۔ اسلام کی عطا کردہ تعدد ازواج کی اجازت ایک نعمت ہے جو ایک بہت بڑی قید سے مقید ہے، لہذا تعدد ازواج کے اس تصور کے خلاف مغربی پروپیگنڈہ کا ہمیں شکار نہیں ہونا چاہیے۔ تعدد ازواج کا حق شریعت کا عطا کردہ ہے جو ہمارے بہت سارے معاشرتی اور عائلی مسائل کا بہترین حل ہے۔

حوالہ جات

i- القرآن الكريم، النساء: رقم الآية: 3

ii- سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور، ج3، ص546۔

iii- الجصاص، أبو بكر أحمد بن علي الرازي الحنفي (المتوفى: 370ھ)، أحكام القرآن، دار إحياء التراث لعربي، بيروت 1405ھ، ج2، ص341-342۔

iv- شفیع، محمد، مولانا، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ج2، ص286-287۔

v- مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ج1 ص321- 322

vi- سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، ج2، ص556،555

vii- پیر، کرم شاہ، الازہری، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن فاؤنڈیشن، لاہور، ج1 ص317-318

viii- البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبد الله الجعفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه، كتاب الصوم، بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ البَاءَةَ فَلْيَصُمْ، دار الكتب العلميه، بيروت، 1412ھ، رقم الحديث: 5066، ج7 ص3۔

ix- البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب النكاح، بَابُ التَّرْغِيبِ فِي النِّكَاحِ، دار الكتب العلميه بيروت، 1412ھ، رقم الحديث: 5063، ج7، ص2، دیگر شاہد: صحيح مسلم، كتاب النكاح، بَابُ اسْتِحْبَابِ النِّكَاحِ لِمَنْ تَاقَتْ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، وَوَجَدَ مُؤْنَهُ، وَاشْتِغَالِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الْمُؤَنِ بِالصَّوْمِ، رقم الحديث: 1401۔

x- الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى، سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُجَاهِدِ وَالنَّاكِحِ وَالْمُكَاتَبِ وَعَوْنِ اللهِ إِيَّاهُمْ: دار الفكر، بيروت، 1414ھ، رقم الحديث 1655، ج3، ص 236، دیگر شواہد: سنن ابن ماجہ، رقم الحديث: 2518، مسند احمد، ج2، ص251، ص160۔

xi- مکاتب: جس غلام کو اس کا مالک یہ کہہ دے تم اتنی رقم ادا کر دو تو آزاد ہو اس کو مکاتب کہتے ہیں اور اس رقم کو بدل کتابت کہتے ہیں (الجوهرة النيرة، أبو بكر بن علي بن محمد الحدادي العبادي الزَّبِيدِيّ اليمني الحنفي (المتوفى: 800ھ) كتاب المكاتب الجزء الثاني، الناشر: المطبعة الخيرية مصر، الطبعة: الأولى، 1322ھ، ص142-143

xii- الطبراني، أبو القاسم، سليمان بن أحمد، اللخمي، الشامي، المعجم الكبير، باب مَنْ يُكَنَّى أَبَا نَجِيحٍ أَبُو نَجِيحٍ غَيْرُ مَنْسُوبٍ وَلَيْسَ هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: ، دار الفكر، بيروت، 1414ھ رقم الحديث: 920، ج22، ص366

xiii- الترمذي، اَبو عیسی، محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، التوفی: 279ھ، سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ التَّزْوِيجِ، وَالحَثِّ عَلَيْهِ، دارالفکر، بیروت، 1414ھ رقم الحدیث، 1080، ج3، ص383، دیگر شواہد: المعجم الکبیر رقم الحدیث: 4085۔

xiv- سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن: ج2ص548-550، ج8ص132-134 .

xv- مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، بَابُ بَيَانِ أَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلَى كُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْمَعْرُوفِ، دارالکتب العلمیہ، بیروت 1412ھ، رقم الحدیث: 1006، ج2، ص697۔

xvi- مسلم بن حجاج، القشیری، صحیح مسلم، کتاب النکاح، دارالکتب العلمیہ، بیروت 1412ھ، رقم الحدیث: 1403، ج2، ص1021

xvii- سعیدی، غلام رسول، تفسیر تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ج2، ص54۔

xviii- قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی، شمس الدین التوفی: 671ھ الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی) مطبوعہ انتشارات امام خسرو، ایران ج5، ص404

xix- الطبري، محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، اَبو جعفر، التوفی 310ھ تاریخ الطبري (تاریخ الرسل والملوک)، دارالتراث بیروت، الطبعة الثانية- 1387ھ، ج3ص425-426)۔

xx- نفس مصدر، ج4ص198-199۔

xxi- نفس مصدر، ج4ص420۔

xxii- نفس مصدر، ج5ص153-154

xxiii- THE EXPRESS TRIBUNE , INTERNATIONAL NEWYORK TIME January 10 2014

xxiv- القرآن الکریم، النساء، الآیۃ: 128۔

xxv- القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی، شمس الدین التوفی: 671ھ الجامع لاحکام القرآن، ج5، ص 406۔

xxvi- #Personal life https://en.wikipedia.org/wiki/Ibn_Saud

xxvii- #Personal_lifehttp://en.wikipedia.org/wiki/Faisal_of_Saudi_Arabia

xxviii- #Personal lifehttp://en.wikipedia.org/wiki/Fahd_of_Saudi_Arabia

xxix- http://en.wikipedia.org/wiki/Abdullah_of_Saudi_Arabia#Personal_life

xxx- https://en.wikipedia.org/wiki/Legitimacy_(family_law)